اسلامی اور مغربی افکار وعقائد کی روشنی میں آزادی

آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مدظلہ الشریف

پچھلے شمارے سے آگے

۴۔ مغربی آزادی میں خدا اور دین کا تصور

مغربی مکتب فکر میں آزادی میں خدا اور دین کا کوئی تصور نہیں ہے جب کہ اسلام میں آزادی الٰہی بنیاد کی حامل ہے۔ اسی طرح لیبرل ازم نامی مغربی مکتب فکر میں دین اور خدا نامی حقیقتوں کا کوئی تصور نہیں ہے اسی وجہ سے یہ لوگ آزادی کو خداداد نہیں تسلیم کرتے اور ان میں سے کوئی یہ کہتا ہوا نہیں نظر آتا کہ آزادی عطیۂ خداوندی ہے بلکہ آزادی کے سلسلے میں یہ لوگ ایک فلسفیانہ نظریہ کے حامل ہیں۔

اسلام میں آزادی الٰہی بنیاد پر قائم ہے۔ یہ ایک بنیادی فرق واختلاف ہونے کے ساتھ ہی ساتھ دیگر اختلافات کی اساس بھی ہے۔ اسلامی منطق کے بموجب آزادی کی مخالفت درحقیقت ایک مظہر الٰہی کی مخالفت ہے یعنی مدمقابل میں ایک فریضہ آجاتا ہے اور آزادی کے مخالف کو مظہر الٰہی سے ٹکرانا پڑتا ہے لیکن مغربی دنیا میں اور مغربی مکتب فکر میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ یعنی دنیا میں آزادی کی خاطر جو سماجی جدوجہد کی جاتی ہے وہ مغربی لیبرل ازم سے وابستہ فکر کے مطابق کسی منطق کی حامل نہیں ہے۔ مثلاً ''عوامی فلاح وبہبود'' اور ''اکثریت کی بھلائی''، کو سماجی آزادی کی بنیاد بنا کر پیش تو کیا جاتا ہے لیکن ان افکار وعقائد کے سایہ میں جدوجہد کرنے والے میدان عمل سے باہر آتے ہی اس شک میں مبتلا ہوجائیں گے کہ میدان جہاد میں آخر میں ہی کیوں جاؤں اور میں ہی کیوں قتل ہوجاؤں؟ لیکن اسلامی افکار وعقائد میں ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ آزادی کے لئے کی جانے والی جدوجہد درحقیقت ایسی جدوجہد کا نام ہے جو ایک حکم الٰہی کے لئے کی جاتی ہے بالکل اسی طرح جیسے اگر آپ یہ دیکھتے ہیں کہ کسی شخص کو لوگ قتل کرنے والے ہیں تو آپ کا فریضہ ہے کہ اس کی مدد کریں اور اگر آپ نے مظلوم کی مدد وحمایت نہیں کی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے گناہ کیا ہے کیونکہ دینی فریضہ کو انجام دینا کار گناہ ہے۔ پس آزادی کے لئے جدوجہد کرنا بھی ایک دینی فریضہ ہے اور اس فریضہ کو ادا کرنا لازم ہے۔

اس بنیادی اختلاف کی بنیاد پر اگر اختلاف مرتب ہوتے ہیں مثلاً مغربی لیبرل ازم میں حقیقت اور اخلاقی قدروں کی نسبی حیثیت کی وجہ سے لامحدود ''آزادی'' کا تصور پایا جاتا ہے۔ آپ بہت سی اخلاقی قدروں سے واقف ہیں لیکن آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اخلاقی قدروں اور معیاروں کی خلاف ورزی کرنے والے پر اعتراض یا لعنت ملامت کریں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ مذکورہ اخلاقی معیار کا معتقد نہ ہو۔ پس مغربی مکتب فکر میں آزادی کی کوئی حد معین نہیں ہے۔

اسلام میں ''آزادی'' کا یہ رنگ وروپ نہیں ہے۔

اسلام میں ایسی مسلّم اور دائمی قدریں پائی جاتی ہیں جن کی طرف بڑھنا ہی باعث کمال اور ارزش آفرین ہے۔ پس آزادی کی حدیں بھی ان قدروں کے ساتھ محدود ہوجاتی ہیں لیکن ان اخلاقی قدروں اور معیاروں کو کیسے سمجھا جائے یہ ایک الگ بات ہے۔ یہی ''سماجی آزادی جسے اسلامی مکتب فکر میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، اگر کسی قوم کی روحانی یا مادی قدروں کی نابودی کے لئے استعمال کی جارہی ہے تو یہ ایک نقصان دہ عمل ہے چاہے اس کو کسی ایک فرد یا شخص کے خلاف ہی کیوں نہ استعمال کیا گیا ہو۔ ''مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادًا فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا۔''

قرآنی منطق میں ایک آدمی کو قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کر دینے کے برابر ہے۔ یہ بات نہایت عجیب وحیرت انگیز ہے کیونکہ یہ انسانیت کے دائرہ کی خلاف ورزی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں یہ استثنا موجود ہے کہ ''بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادًا فِي الْاَرْضِ۔'' یعنی سوائے اس شخص کے جس نے خود کسی کی جان لی ہو یا روئے زمین پر فساد اور بدعنوانی پھیلائی ہو۔ پس دائمی اور مسلّم حقائق اور اقدار اس آزادی کو محدود کر دیتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے یہ حق حیات کو بھی محدود کر دیتے ہیں یعنی اسلام جس ایک شخص کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے اس کا بے گناہ ہونا لازمی ہے۔

۵۔ مغرب میں آزادی کی حد مادی فوائد اور اسلام میں روحانی اقدار ہیں:

مغربی مکتب فکر میں آزادی کی حد مادی فائدہ کو قرار دیا گیا ہے ابتدائی مرحلہ میں انفرادی اور سماجی آزادیوں کے لئے ان لوگوں نے پابندیاں لگا دیں۔ جیسے ہی مادی فائدہ کے لئے خطرہ لاحق ہوا یہ لوگ فوری طور پر آزادی کو محدود کر دیتے ہیں۔ مادی فوائد میں مثلاً ان ملکوں کی عظمت اور ان کا علمی رعب ودبدبہ بھی شامل ہے۔ تعلیم وتربیت ایک ایسی چیز ہے جس میں آزادی انسانوں کا بنیادی حق ہے۔ تمام انسانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں لیکن تعلیمی شعبہ کی یہ آزادی مغربی دنیا کی بڑی یونیورسٹیوں میں محدود ہوجاتی ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اونچی سطح کی تکنیکی مہارت (Hightech) کو منتقل کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے کیونکہ اگر ان ملکوں کو مطلوبہ تکنیکی مہارت حاصل ہوگئی تو وہ اس ملک پر منحصر نہ رہ جائیں گے اور متعلقہ ملک پر طاقتور ملک کا مادی دباؤ ختم ہوجائے گا۔

اس منزل پر پہنچتے ہی آزادی کی حد معین ہوجاتی ہے۔ یعنی یونیورسٹی یا تحقیقی مرکز سے وابستہ پروفیسر کو یہ حق حاصل نہیں رہ جاتا کہ وہ تیسری دنیا یعنی ایران یا چین کے کسی طالب علم کو فلاں علمی راز سے آگاہ کر سکے۔ اطلاعات اور خبروں کے انتقال کے سلسلے میں بھی آزادی کا یہی حال ہے۔ آج دنیا کے ہر گوشے میں اطلاعات واخبار کی آزادی کا چرچا سنائی دے رہا ہے۔ یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ لوگوں کو اطلاعات حاصل کرنے کی آزادی حاصل ہونی چاہئے۔ مغربی دنیا میں جس آزادی کا ڈھول پیٹا جارہا ہے اس میں اخبار اور اطلاعات حاصل کرنے کی آزادی کو نمایاں حیثیت حاصل ہے لیکن عراق پر حالیہ امریکی حملہ کے دوران ایک

ہفتہ یا اس سے بھی کچھ زیادہ دنوں کے لئے خبروں کے انتقال پر زبردست پابندی لگا دی گئی تاکہ دنیا والوں کو یہ معلوم نہ ہوسکے اس مدت میں عراق میں کیا ہوا؟ چنانچہ دنیا والے امریکی حملات کے دوران رونما ہونے والے حالات وحوادث سے ناواقف رہ گئے اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اطلاعات کی آزادی کی وجہ سے فوجی سلامتی کے لئے خطرہ پیدا ہوسکتا تھا اور اس طرح فوجی سلامتی کے نام پر آزادی کے حق کو محدود کردیا گیا یا یہ کہا جائے کہ آزادی کی راہ میں ایک دیوار کھڑی کردی گئی۔حکومت کی بنیادوں کا استحکام بھی دوسری سرحد ہے۔ چند سال قبل امریکہ میں ایک ایسی جماعت رونما ہوئی جس سے وابستہ افراد نے مخصوص مذہبی رجحانات کی وجہ سے امریکی حکومت کے خلاف اقدام کردیا۔ ان لوگوں کی روک تھام کے لئے متعدد انتظامی اور امنیتی قدم اٹھائے گئے لیکن ان کا کوئی فائدہ نہ ہوا لہٰذا امریکی سلامتی ادارہ سے وابستہ افسروں نے اس گھر کا محاصرہ کروایا جس میں یہ تمام لوگ جمع تھے۔اس کے بعد اس گھر کو آگ لگا دی گئی اور اس میں موجود تقریباً ۸۰ لوگ جل کر راکھ ہوگئے۔پس زندہ رہنے کی آزادی، مطلوبہ عقیدہ کی پیروی کی آزادی اور سیاسی جدوجہد کی آزادی اس حد تک محدود ہوجایا کرتی ہے۔

معلوم ہوا کہ مغرب کی مادی دنیا میں بھی آزادی حدود اور سرحدوں کی حامل ہے لیکن یہ سرحدیں مادی نوعیت کی حامل ہیں اور اخلاقی قدریں ان کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی ہیں۔مثلاً ہم جنس بازی کی تحریک امریکہ کی مشہور تحریکوں میں سے ایک ہے اور وہ لوگ اس تحریک پر فخر بھی کرتے ہیں اور جو لوگ اس تحریک کے مخالف ہیں ان پر بعض اخبارات اور رسالوں میں شدید اعتراضات شائع کئے جاتے ہیں یعنی اخلاقی قدریں ان لوگوں کی آزادی کی کوئی حد معین کرنے سے عاجز وقاصر نظر آتی ہیں۔

دوسری مثال یوروپی ممالک کی ہے۔مثلاً آزادی بیان فسطائیت کے مفاد میں کئے جانے والے پروپگنڈہ تک محدود ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے مادی اور حکومتی امر ہے لیکن عریانیت کی کوئی حد معین نہیں ہے۔یعنی مغربی لیبرل ازم میں آزادی کی سرحدیں اپنی تمام فلسفیانہ اور نظریاتی اساس وبنیاد کے ساتھ فقط مادیت کی سرحدوں تک ہی محدود رہ جاتی ہیں اور اخلاقی قدروں سے اس کا کوئی سروکار نہیں ہے لیکن اسلام میں اخلاقی سرحدیں پائی جاتی ہیں۔اسلام میں آزادی اپنی مادی سرحدوں کے ساتھ ہی ساتھ روحانی اور معنوی سرحدوں کی بھی حامل ہے۔اگر کوئی شخص یا ادارہ آزادی کے نام پر ملکی اور قومی مفاد کے خلاف اقدام کرتا ہے تو اس کی آزادی محدود ہوجاتی ہے۔یہ ایک منطقی عمل ہے تاہم معنوی اور روحانی سرحدیں موجود ہیں۔

اگر کوئی شخص گمراہ عقیدہ رکھتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن بارگاہ خداوندی اور نگاہ مومن میں یہ بات بہرحال عیب ہے جب کہ اس شخص کے سلسلے میں حکومت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔مسلمانوں، یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر مذاہب میں ایسے لوگ بہت ہیں اور سردست ہمارے ملک میں موجود ہیں اور صدر اسلام میں بھی ایسے افراد موجود تھے۔ان لوگوں کی موجودگی میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر فاسد عقیدہ

رکھنے والا شخص دفاعی صلاحیت سے عاجز لوگوں کی جان کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور اپنے فاسد خیالات کو مسلط کر کے انھیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی آزادی محدود ہو جاتی ہے۔ یا اگر لوگ فاسد افکار و عقائد اور اعمال کی تبلیغ و اشاعت چاہتے ہیں یا جنسی سیاسی اور فکری فساد اور بدعنوانیوں کی ترویج کے متمنی ہیں یا ملک کے مختلف حصوں میں موجود نام نہاد فلسفی حضرات کو اس موضوع پر ''اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا بے سود ہے'' اس جیسے موضوع پر مقالہ شائع کر کے تعلیم کے فروغ میں رکاوٹ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اپنے دلائل کے ذریعہ نوجوان نسل کو علم سے دور اور متنفر کرنا چاہتے ہیں تو آزادی بیان کے نام پر انھیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ اسلام میں دروغگوئی کو آزادی نہیں تسلیم کیا جاسکتا اور اسلام میں جھوٹی اور بے بنیاد تبلیغات کا گزر نہیں ہے اور جھوٹ و بدگمانی کے پروپگنڈہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

میری مودبانہ شکایت یہ ہے کہ آزادی کے مسائل کے سلسلے میں اسلامی مباحث اور مستند و بنیادی اصولوں کی طرف کیوں رجوع نہیں کیا جاتا ہے۔ قرآن سورۂ احزاب کی آیہ نمبر ۶۰ میں ارشاد فرماتا ہے کہ ''لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَهِ الۡمُنَافِقُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَرَضٌ وَّالۡمُرۡجِفُوۡنَ فِی الۡمَدِیۡنَةِ لَنُغۡرِیَنَّکَ بِهِمۡ۔''

جھوٹے اور بے بنیاد پروپگنڈہ کرنے والے منافقوں اور بیمار دل لوگوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ افواہ بازی میں لگے ہوئے لوگ عوام کو مسلسل خوفزدہ کرتے رہتے ہیں ہم ایک نوتشکیل شدہ اسلامی معاشرہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہمارے دشمنوں کی ایک بڑی تعداد ہمارے اردگرد جمع ہے۔ ایسے ماحول میں قرآنی تعلیمات اور ارشادات نبوی کے سایہ میں ہم لوگوں کو روحانی اور معنوی اعتبار سے اس عظیم اور انسانی و عوامی ملک و نظام حکومت کی حفاظت کے لئے ہمہ تن آمادہ رہنا چاہئے لیکن ایسے عالم میں مٹھی بھر افراد ایسے بھی ہیں جو جونک کی طرح عوام کی جان سے لپٹے ہوئے ہیں اور لوگوں کے حوصلے پست کرنے میں سرگرم ہیں۔ پس قرآنی اصطلاح میں یہی لوگ ''مرجوف'' یعنی افواہ باز ہیں اور اپنے جھوٹے پروپگنڈوں کے ذریعہ لوگوں کو لگاتار خوفزدہ اور مایوس و نا امید کرتے ہوئے انھیں ہر ممکن اقدام سے باز رکھتے ہیں۔ قرآنی احکام کی روشنی میں اگر یہ لوگ اپنی اس حرکت سے باز نہیں آتے تو ان کی جان کے پیچھے پڑنا ہوگا اور یہی آزادی کی سرحد ہے۔ پس اسلامی منطق کی روشنی میں آزادی معنوی اقدار پر مشتمل سرحد کی حامل ہے جس کا مغربی آزادی میں کوئی تصور بھی نہیں ہے۔

مغربی آزادی فرض مخالف اور اسلامی آزادی فرض پر منحصر ہے:

مغربی لیبرل افکار و عقائد کی روشنی میں حاصل ہونے والی آزادی درحقیقت فرض مخالف ہے کیونکہ اس میں آزادی کا مطلب ہے فرائض سے آزادی۔ لیکن اسلام میں آزادی فرض کے سکہ کا دوسرا رخ ہے۔ مکلّف ہونے کی وجہ سے سبھی انسان آزاد ہیں اگر مکلّف نہ ہوتے تو آزادی کی کوئی

ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ وہ فرشتوں کی طرح ہوتے۔

بقول مولانا روم:۔

درحدیث آمد کہ خلاق مجید
خلق عالم را سہ گونہ آفرید
یک گروہ را جملہ عقل وعلم وجود
آن فرشتہ است وندانند جز سجود

یعنی حدیث میں منقول ہے کہ خداوندعالم نے دنیا میں تین طرح کی مخلوق خلق کی ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت کومکمل عقل وعلم عطا کردی۔ وہ فرشتوں کی جماعت ہے جوسجدہ کے علاوہ کچھ نہیں جانتی۔

انسان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مخالف ومتضاد خواہشات وخیالات کا ایسا مجموعہ ہے جو مکلّف بنا کر اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ ان متضاد خواہشات وخیالات کے درمیان زندگی بسر کرتے ہوئے اسے منزل کمال طے کرنی ہے اور اس راہ کمال کو طے کرنے کے لئے اسے آزادی عطا کی گئی ہے عظمت واہمیت کی حامل یہ آزادی منزل کمال حاصل کرنے کے لئے ہے اور اگر حقیقت کی نگاہوں سے دیکھا جائے تو انسانی زندگی کا مقصد بھی منزل کمال حاصل کرنا ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے: ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔'' یعنی ارشاد عالیہ الٰہی کے بموجب انسان اور جن کی تخلیق اس مقصد کے لئے کی گئی ہے کہ وہ عبودیت وبندگی معبود کا عظیم مرتبہ حاصل کرسکیں۔ حق حیات کی طرح آزادی بھی عبودیت اور بندگی کا مقدمہ ہے۔

مغرب میں فرض کی تردید میں لوگ اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ بات فقط مذہبی افکار وعقائد کی تردید تک محدود نہیں رہ گئی بلکہ یہ لوگ ایسے تمام غیر مذہبی افکار وعقائد کی بھی تردید کرتے ہیں جن میں فرائض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کرنا چاہئے یا نہ کرنا چاہئے کی بات کہی گئی ہے۔ سردست لیبرل ازم کی طرفداری کرنے والے امریکی ماہرین قلم یا امریکہ کو اپنا پیغمبر سمجھنے والے دیگر مصنفین یہ کہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ مغربی آزادی درحقیقت چاہئے اور کسی دوسرے مکتب فکر کی پابندیوں کی اعلانیہ تردید کرتی ہے جب کہ اسلام اور اسلامی آزادی کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اسلام میں انسانی آزادی فرائض سے جڑی ہوئی ہے تاکہ وہ اس آزادی کے سایہ میں اپنے فرائض کو حسن وخوبی کے ساتھ انجام دے سکے۔ عظیم کارنامے اور عظیم انتخاب انجام دے سکے اور اپنے اعمال وافعال کے سہارے منزل کمال کی طرف پیش قدم رہ سکے۔

ان اختلافات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اجمالی طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج دنیا میں آزادی کا جو درخشاں مفہوم پیش کیا جارہا ہے یعنی بندگیوں اور غلامیوں سے آزادی ونجات اور انسانی ارادہ کو عظمت کی نگاہوں سے دیکھنا۔ واضح رہے کہ آزادی کا موجودہ درخشاں مفہوم ہی اسلامی آزادی کا مفہوم ومقصود ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گذشتہ دو تین صدیوں پہلے آزادی کے اس معنی ومفہوم کی ایجاد عمل میں آئی ہے وہ درحقیقت آزادی اور اس سے وابستہ حقائق سے قطعی ناواقف ہیں۔

(جاری)